

اور فضل و کمال کے آسمان کو زمین کے حوالے کر دیا گیا۔ رحمہ اللہ رحمتہ واسعہ

اک جنازہ جا رہا ہے دوشِ عظمت پر سوار
غیرت خورشید عالم ہے کفن ہے تار تار
نوحہ خواں ہیں مدرسہ و خانقاہیں سو گوار
شیخ محفل بگھ گئی باقی ہے پروانوں کی خاک
پھول برساتی ہے اس پر رحمت پروردگار
ابر گوہر بار کے اندر ہے در شاہوار
آفتابِ علم و تقویٰ چھپ گیا زیر مزار
اب نہ تڑپے گی کبھی محفل میں دیوانوں کی خاک

دارالعلوم کے سابق مدرس حضرت مولانا فضل الہی عرف جامی بابا کی جدائی

لگتا ہے کہ اب نوکِ قلم نوے اور مٹیہ لکھنے کے لئے ہی رہ گیا ہے۔ چند ماہ سے تواتر کے ساتھ اکابرین امت کی جدائی پر یہ دل اور قلم دونوں رو رہے ہیں۔ رمضان المبارک میں ایک ایسی بزرگ اور فرشتہ صفت ہستی دینی اور تعلیمی حلقوں اور خصوصاً بزمِ حقانیہ کو سو گوار کر کے ہم سے جدا ہو گئی۔ جب ۱۹ رمضان المبارک کو صوبہ سرحد کی نامور معروف علمی، روحانی اور ہرلعزیز شخصیت حضرت مولانا فضل الہیؒ بھی مختصر علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کا تعلق ضلع صوابی کے مشہور علمی قصبہ شاہ منصور سے تھا اور آپ ایک دینی و روحانی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے والد ماجد بھی اپنے وقت کے جید اور مشہور عالم دین و مدرس تھے اور آپ نے اپنی ساری زندگی درس و تدریس میں گزاری اور عمر کا ایک بڑا حصہ دارالعلوم میں بسر کیا۔ آپ دارالعلوم میں فنون سے لے کر دورہ حدیث تک کی اہم کتابیں پڑھایا کرتے تھے۔ خصوصی طور پر آپ شرح جامی میں انتہائی ماہر تھے اور دور دور سے طلباء علماء بلکہ مدرسین بھی آپ کے درس جامی میں شرکت کیلئے تشریف لایا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ جامی بابا کے نام سے دارالعلوم میں معروف تھے۔ آپ سادگی اور درویشی میں اکابرین امت اور دو تین سو سال پہلے کی علمی اور روحانی شخصیات کا پرتو تھے۔ رسوخ فی العلم، اعلیٰ اخلاق، تقویٰ و تدین، تبیت اور انابت الی اللہ آپ کے خصوصی اوصاف تھے۔ آپ انتہائی خوبصورت اور نورانی وجاہت کے مالک تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک ہر وقت متبسم رہتا۔ موت کے بعد بھی تبسم کا یہ سلسلہ آپ کے چہرے مبارک پر ہر کسی نے دیکھا، محسوس کیا۔

نشانِ مرد مومن باتو گویم چوں مرگ آید تبسم برب اوست

آپ روحانی سلسلہ میں بھی بلند مقام پر فائز تھے۔ برادرِ مولانا حامد الحق اور ینا کارہ گاہے گاہے آپ کی خدمت میں دعاؤں اور وظائف کے سلسلے میں حاضر ہوتے اور کئی ایسے ایسے حلقوں کے لئے استخارہ بھی فرماتے اور اتنی

شفقتوں اور محبتوں سے ہمیں نوازتے کہ حضرت دادا جانؒ کی یاد تازہ ہو جاتی۔

اب بھی آنکھ میں آنسو بھرتے ہیں جب ماضی قریب کے دارالعلوم کی طرف نگاہ اٹھتی ہے تو ہر درس گاہ اور ہر گوشے میں آپ جیسی نورانی ہستیاں درس و تدریس میں مصروف و مشغول نظر آتیں اور علم دین کے پروانے ان شمعوں کے گرد جمع رہتے۔ دفتر اہتمام اور مسند حدیث پر رونق افزاء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ، حضرت مولانا محمد علی صاحبؒ صدر المدرسین حضرت مولانا عبدالحلیم صاحبؒ حضرت مولانا عبدالغنی صاحبؒ حضرت مولانا محمد ہاروت صاحبؒ حضرت مولانا سلطان محمود صاحبؒ اور حضرت مولانا گل رحمان صاحبؒ اور اسی طرح اب حضرت استاد محترم بھی اس بزم کو مزید افسردہ کر گئے۔ (اسی طرح دارالعلوم کے مفتی اعظم شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی فرید صاحب مدظلہ بھی عرصہ دراز سے بیماری کے باعث اپنے گھر میں صاحب فراموش ہیں۔ ان کے جانے سے بھی دارالعلوم میں بیعت و ارشاد کی رونقیں ماند پڑ گئیں ہیں۔ ان کی محنت بانی کے لئے قارئین الحق سے دعا ہے) نماز جنازہ میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحبؒ حضرت مولانا انوار الحق صاحبؒ حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب اور دیگر تمام اساتذہ کرام اور طلباء نے شرکت کی۔ مرحوم کا جنازہ تاریخی نوعیت کا تھا۔ نماز جنازہ سے پہلے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے ایک اثر انگیز خطاب فرمایا اور حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب نے رقت آمیز دعا فرمائی۔ آپ کا جنازہ آپ کے برادر محترم حضرت شیخ الحدیث مولانا ٹمس الہادی صاحب مدظلہ نے پڑھایا۔ ہم اس موقع پر حضرت شیخ الحدیث مولانا ٹمس الہادی صاحب مدظلہ آپ کے صاحبزادے پروفیسر مولانا اظہار الحق صاحبؒ حافظ عطاء الحق صاحبؒ حضرت شیخ الحدیث مولانا مفتی رضاء الحق صاحب اور دیگر پسماندگان سے دلی تعزیت کرتے ہیں اور حضرت مولانا مرحوم کے رفع درجات کے لئے دعا گو ہیں۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہ بانی کرے

ایران میں قیامت خیز زلزلہ ایک سبق آموز حادثہ

کتنی مشکل زندگی ہے کس قدر آساں ہے موت
گلشن ہستی میں مائید نسیم ارزاں ہے موت
زلزلے ہیں بجلیاں ہیں قحط ہیں آلام ہیں
کیسی کیسی دختران مادر ایام ہیں

ایران کے مشہور تاریخی شہر ”بم“ میں گزشتہ دنوں رات کی تاریکی میں جو قیامت خیز زلزلہ برپا ہوا۔ اور جس کی وجہ سے آٹا فانا 50 ہزار کے قریب انسانانی جانیں ضائع ہو گئیں۔ پہلے محشر سے پہلے حشر کا سماں بندھ گیا۔ لحوں میں